مولانا احمد رضا خان کی محدثانہ بصیرت-ایک تجزیاتی مطالعہ

The Excellence of Moulana Ahmad Raza Khan in Hadith Science – An Analytical Discourse

Dr. Zubair Tayyab
Visiting Lecture, Department of History, The Islamia University of Bahawalpur,
drzee.miu@gmail.com
Dr. Muhammad Atif Aslam Rao
Postdoctoral Fellow, Ilahiyat Faculty, Necmettin Erbakan University, Konya, Turkey

ABSTRACT

The scholars of the subcontinent have distinctly rendered unmatched services in Hadith of the Holy Prophet ﷺ. One of these enlightened scholars is Moulana Ahmad Raza Khan of Bareli, India. Besides, deep involvement in Islamic jurisprudence, he had exceptional insight into Ahadith. He was an authority in principles of Hadith, types of Hadith, narrators of the Hadith, the causes of the Hadith and details of Asma' al-Rijal. His books are evidence of his profound vision and deeper knowledge of all sciences of Hadith. That's why various contemporaries rightly addressed him as the Amir al-Mu'minin of Hadith. ( ) This article includes insight of Moulana Ahmad Raza Khan in the science of Hadith. Moreover, the research presented here outlines the distinction of Moulana in various aspects of Hadith science. Finally, with significant references and arguments, the researcher concludes that the glory and perfection of Moulana Ahmad Raza Khan should be openly acknowledged in Hadith and related sciences like other sciences, and his valuable scientific capital should be utilized. The suggestions presented at the end is worth it for all students of Hadith Science

Keywords: Moulana Ahmad Raza Khan, types of Hadith, the causes of the Hadith, Asma' al-Rijal, Amir al-Mu'minin of Hadith.

تمہید:

مغلیہ سلطنت کے قیام سے چودھویں صدی ہجری تک ہندوستان کی سرزمین ہمیشہ سے ہی اسلامی علوم وفنون کی آماجگاہ رہی ہے۔ان میں علم التفسیر اور علم الحدیث خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تقریباً آٹھ سو سال کی طویل مدت میں بے شمار مفسرین، محدثین، حکماء اور دانشور اس خطہ میں پیدا ہوئے جن کے علم و فن کا اعتراف صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کے محققین نے بھی کیا۔یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے عمومی مزاج اور ماحول میں اس علمی روش کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔انہی باکمال علمائے فحول میں امتیازی شان کے مالک "مولانا احمد رضا خان محدث بریلی" کی عبقری اور انقلاب آفریں شخصیت بھی ہے۔ برصغیر میں علوم وفنون کے اس منفرد اور تابناک ستارے نے اپنی ضوفشانیوں سے نقلی و

عقلی علوم کے تمام گوشوں کی آبیاری کی۔ تقریباً پچاس سے زائد علوم وفنون پر حاکمانہ اور کامل دسترس حاصل ہونے کی بناپر نزہۃ الخواطر میں عبد الحیی لکھنوی امام موصوف کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "ففاق اقرانه "یعنی وہ اپنے معاصر علماء پر فوقیت لے گئے۔[1]

محدث بریلی نے جہاں دیگر علوم فنون پر اپنی مہارت کو ثابت کیا وہیں علمِ حدیث پر بھی ان کی کامل گرفت رہی۔احادیثِ مبارکہ کا ایک بحرِ بیکراں آپ کے دل میں موجزن تھا۔یہی وجہ ہے کہ باطل عقائد و نظریات اور احکام کی تردید میں احادیثِ مبارکہ کا انبار لگا دیتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ زیرِ نظر مقالہ محدث بریلی کے علمِ اصول حدیث میں مقام ومرتبہ کو بیان کرنے کی ایک کڑی ہے جس میں ناقدین کی جانب سے کیے جانے والے اس اعتراض کے دفعیہ کی سعی کی گئی ہے کہ امام موصوف کو علمِ حدیث ومتعلقات میں فضل وکمال حاصل نہ تھا۔اس مقصد کے لیے محدث بریلی کی تصنیفات اور تحریرات کی مدد لی گئی ہے جن کے تجزیاتی مطالعہ سے بخوبی واضح ہوگا کہ امام موصوف نہ صرف علمِ حدیث کے ایک ماہر امام بلکہ اصولِ حدیث ودیگر متعلقہ علوم کے بھی ایک نابغہ روزگار عالم ومحقق تھے۔آپ کے نام کے ساتھ محدث کا علی الاطلاق انتساب آپ کی اس فن میں جلالتِ شان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

علمِ اصولِ حدیث اور محدث بریلی:

علم اصول حدیث ایسے قواعد کی معرفت کا نام ہے جس کے ذریعے حدیث مبارکہ کی سند اور متن کے وہ احوال معلوم کئے جا سکیں جن سے حدیث مبارکہ کے صحیح ،ضعیف یا مردود ہونے کا علم ہو ۔اس علم کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس علم میں مہارتِ تامہ حاصل کیے بغیر کسی بھی عالم کو مجتہد کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ارشادالفحول میں مجتہد کی شرائط کے ضمن میں عبارت کا حاصل ہے کہ وہ اصول حدیث سے واقفیت رکھتا ہو۔ حدیث سے واقفیت کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے صحیح ومعتبر ہونے سے واقف ہو۔خواہ یہ واقفیت براہ راست اپنی تحقیق پر مبنی ہو یا کسی ایسے مجموعہ احادیث سے روایت نقل کی گئی ہو جس کی روایت کو ائمہ فن نے قبول کیا ہو۔[2]

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ ایک مجتہد یا فقیہ کو جب تک حدیث مبارکہ کے صحیح ومعتبر ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تب تک وہ احادیث مبارکہ سے احکام کو مستنبط کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون کے بعد جب فتنوں کا آغاز ہوا اور لوگوں نے جھوٹی باتیں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنی شروع کر دیں تو علم اصول حدیث کی تدوین کی ضرورت پیش آئی تاکہ سند ومتن کی چھان بین کے بعد صحیح وغیر صحیح میں امتیاز کیا جاسکے۔اس فن کے تحت

---

(1)عبدالحی لکھنوی،(1990ء)،نزهة الخواطر،مکتبہ الحنفیہ گجرات۔8/41-42۔

(2)محمد بن علی الشوکانی،(2000ء)،ارشاد الفحول،دارالفضیلۃ،بیروت۔2/207۔

رواۃِ حدیث سے متعلق قوانین وضع ہوئے، ناقلین حدیث سے متعلق جرح و تنقید کا فن رائج ہوا اور احادیث کی درجات ظاہر کرنے کے لیے اصطلاحات وضع کی گئیں۔ یہ فن جہاں محدثین کے لئے اہمیت کا حامل ہے وہیں ایک فقیہ کی بھی اشد ضرورت ہے تاکہ استنباطِ احکام کے فریضہ میں کسی خامی کا شائبہ نہ رہے اور فروعی مسائل کو ایک مضبوط و مستحکم بنیاد میسر آئے۔ برصغیر میں علم اصول حدیث کی مہارت رکھنے والوں میں ایک نمایاں نام محدث بریلی کا ہے۔ آئندہ سطور میں پیش کی جانے والی تصریحات ان کی اس فن میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

صحیح وضعیف حدیث کا تعین اور محدث بریلی:

علمِ اصولِ حدیث کے سینکڑوں مسائل ایسے ہی جن پر محدث بریلی نے انتہائی عرق ریزی سے بحث مباحثہ کیا ہے۔ان میں مشہور" لا یصح " کی بحث ہے جس کے بارے میں " الھاد الکاف في حکم الضعاف" میں بحث ان کی مہارت کو واضح کرتی ہے۔اس بات کی گواہی ڈاکٹر مصطفی ابو عمارۃ مصری کی اس عبارت سے ملتی ہے جس کے مطابق" الھاد الکاف فی حکم الضعاف "ایسی عبارتوں کے متعلق گفتگو پر مشتمل ہے جن کو محدثین کرام حدیث ضعیف کے بارے میں استعمال کرتے ہیں۔ صاحبِ کتاب ان عبارات کی عمدہ طریقہ سے تحلیل اور ان کی مراد بیان کرتے ہیں۔ مثلاً آپ کلمہ "لایصح" کی توضیح و تحلیل دیکھ سکتے ہیں جسے محدثین کرام عموماً استعمال کرتے ہیں جس سے عادتاً پڑھنے والے کو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ جب یہ عبارت محدثین کے کلام میں پائی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث ضعیف ہے حالانکہ یقینی طور پر محدثین کی یہ مراد نہیں کیونکہ یہ عبارت صحیح کے علاوہ حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور ضعیف کی دونوں قسموں کو شامل ہے لہذا حدیث کے متعلق صحت کی نفی سے حدیث کے حسن یا خفیف ضعیف کی نفی کو مستلزم نہیں۔اسی طرح مصنف علیہ الرحمۃ مصطلح حدیث کے قضایا کے متعلق شرح و بسط کے ساتھ کلام کرتے ہیں اور اپنے کلام کی تائید ائمہ علم حدیث کے کلام سے پیش کرتے ہیں جیسے امام نووی، عراقی، ابن صلاح اور ابن حجر رحمھم اللہ وغیرہ اور مصنف علیہ الرحمۃ ناقل محض نہیں بلکہ آپ آراء کے درمیان موازنہ کرتے ہیں۔ یہ ایسا موازنہ ہے جس کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ آپ قواعدِ حدیث کو سمجھنے میں دقتِ نظر رکھتے ہیں اور قواعد کی حرفیت ہی پر ٹھہرے نہیں رہتے بلکہ قواعد کے مضمون اور اس کے سیاق و سباق کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اپنی اس سمجھ کی سابقین اہل فن کی فہم سے توثیق بھی کرتے ہیں۔[(1)]

مذکورہ بالا عبارت کے مطابق محدث بریلی احادیث کے ان نازک اور مشکل ترین اصول و قواعد پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ صحیح یا ضعیف احادیث کے متعلق قواعد و ضوابط کا مکمل ادراک اور اس پر نہ صرف اپنی رائے کا اظہار بلکہ اپنی

---

(1)امام احمد رضا، (1998ء)، الھاد الکاف فی حکم الضعاف، مرکز أھل السنۃ برکات رضا، گجرات، الھند۔ ص 12۔

رائے کا اسلاف کے فہم سے موازنہ و توثیق اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ اس کی مکمل تائید محدث بریلی کی مندرجہ ذیل عبارت سے معلوم ہوتی ہے جس میں آپ محدثین کی مشہور اصطلاح " لایصح " سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ " صحیح نہیں "اس کے یہ معنی نہیں کہ غلط و باطل ہے بلکہ صحیح ان کی اصطلاح میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس کے شرائط سخت و دشوار اور موانع و علائق بسیار۔ حدیث میں ان سب کا اجتماع اور ان سب کا ارتفاع کم ہوتا ہے۔ پھر اس کمی کے ساتھ اس کے اثبات میں سخت دقتیں۔ اگر اس مبحث کی تفصیل کی جائے کلام طویل تحریر میں آئے۔ ان کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کمی ہوئی فرماتے ہیں: "لا یصح" یہ حدیث صحیح نہیں یعنی اس درجہ علیا کو نہیں پہنچی۔ اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو حسن کہتے ہیں۔ یہ باآنکہ صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ حسن ہی کیوں کہلاتی؟ فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پایہ بعض اوصاف میں اس بلند مرتبے سے جھکا ہوتا ہے۔ اس قسم کی بھی سینکڑوں حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ کتب صحاح بلکہ عندالتحقیق بعض صحیح بخاری میں بھی ہیں۔ یہ قسم بھی استناد و احتجاج کی پوری لیاقت رکھتی ہے۔ وہی علماء جو اسے صحیح نہیں کہتے برابر اس پر اعتماد کرتے اور احکام حلال و حرام میں حجت بناتے ہیں۔"(1)

بلاشبہ یہ عبارت اس بات کا ازالہ کرتی ہے کہ جب کوئی محدث یہ کہہ دے کہ لا یصح تو بہت سے کج فہم حدیث کی اصطلاحات سے ناواقفیت کی بناء پر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف یا موضوع ہے۔ حالانکہ جمہور محدثین کی رائے اس سے بالکل مختلف ہے۔ جیسا کہ محدث بریلی نے اس کی مذکورہ بالا عبارت میں تصریح کی ہے۔ اس بات کی تائید خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی کے کلام سے بھی ہوتی ہے جس میں فرماتے ہیں:

"جب کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور امام نووی اگر غیر صحیح کی بجائے ضعیف کہتے تو زیادہ مختصر ہوتا اور ان کا یہ قول حدیث حسن کو شامل ہونے سے محفوظ رہتا۔ بہر حال اس صورت میں اس کا معنٰی یہ ہوگا کہ اس کی سند شرط مذکور کے اعتبار سے صحیح نہیں نہ یہ کہ وہ نفس الامر میں جھوٹ ہے کیونکہ جھوٹے کا سچ بولنا جائز اور جو کثرت سے خطا کرتا ہے اس کا صحیح روایت کرنا ممکن ہے۔"(2)

یہ امر واضح ہے کہ جب کوئی محدث کسی حدیث پر صحیح نہ ہونے کا حکم لگاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان کی شرائط کے لحاظ سے صحیح کے کمال درجہ کو نہیں پہنچ رہی۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ حدیث موضوع ہے۔ القول

---

(1) امام احمد رضا، (1999ء)، فتاوی رضویہ، مرکز اھل السنۃ برکات رضا پور، گجرات۔ 437/5۔

(2) جلال الدین السیوطی، (1996ء)، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، دار طیبہ، ریاض۔ 72/1۔

المسند میں بھی اس کی تصریح ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔[1] مذکورہ موقف میں سابقین محدثین کرام کی تصریحات نہ صرف مؤید بلکہ آراء کاموازنہ اور مبرہن اندازِ بیان امام موصوف کی اس فن میں مہارت کا عمدہ نمونہ ہے۔

صحیح احادیث کا حصر اور محدث بریلی:

مذکورہ بالا تصریحات سے جہاں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ محدثین کے ہاں کسی حدیث کے غیر صحیح ہونے کا ہر گزیہ مطلب نہیں کہ وہ موضوع یا ضعیف ہے وہیں اس شبہ کا بھی ازالہ ہوتا ہے کہ احادیثِ صحیحہ صرف صحاح ستہ میں مذکور اور دوسری کتب میں یہ بالکلیہ مفقود ہیں۔ یہ خلاف واقع بات ہے۔ مذکورہ مسئلہ میں ابن صلاح کی عبارت کا حاصل ہے کہ امام بخاری و مسلم نے اپنی کتابوں میں صحیح احادیث کا احاطہ نہیں کیا اور نہ آپ حضرات نے صحیح احادیث کے احاطہ کرنے کا التزام کیا۔ چنانچہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے " الجامع " میں صحیح حدیث کے علاوہ کوئی دوسری حدیث شامل نہیں کی اور طوالت کے خوف سے دوسری صحیح احادیث چھوڑ دیں۔[2]

معلوم ہوا کہ امام بخاری نے ایک کثیر تعداد ایسی صحیح احادیث کی اپنی کتاب میں درج نہیں کی جو مجمع علیہ شرائط صحیح پر مکمل نہیں تھی۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد تھیں۔امام مسلم سے ابھی اسی طرح کا قول مروی ہے۔[3] محدث بریلی نے محدثین کرام کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے اسی قول کو بڑے شدو مد کے ساتھ بیان کیا اور ان تمام اقوال کا رد کیا جو کتب ستہ میں ہی صحیح حدیث کے حصر کا التزام کرتے ہیں۔ چنانچہ اس تشدد اور جہل کا رد ایسے جامع انداز میں کرتے ہیں جس سے ان کی علم حدیث میں بصیرت کا ادراک واضح ہو جاتا ہے۔

> "استناد کا روایات صحیحہ مرفوعہ متصلۃالاسناد میں حصر اور صحاح کا صرف کتب ستہ پر حصر جیسا کہ "صاحب مأۃ مسائل" سے یہاں واقع ہوا جہل شدید و سفہ بعید ہے۔حدیث حسن بھی بالاجماع حجت ہے۔ غیر عقائد واحکام حلال و حرام میں حدیث ضعیف بھی بالاجماع حجت ہے۔ ہمارے ائمہ کرام حنفیہ و جمہور ائمہ کے نزدیک حدیث مرسل غیر متصل الاسناد بھی حجت ہے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک حدیث موقوف غیر مرفوع قول صحابی بھی حجت ہے۔"[4]

---

(1)حافظ ابن حجر العسقلانی،(2009ء)،القول المسدد فی عن مسند أحمد،مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، مصر۔1/37

(2)ابن الصلاح، نجم الدین احمد بن محمد،(1992ء)،مقدمہ ابن الصلاح،دار زاہد القدسی،القاہرۃ، مصر۔ص10

(3)مسلم بن حجاج،(1992ء)،صحیح مسلم،داراحیاء التراث العربی،بیروت، لبنان۔304/1

(4)امام احمد رضا، فتاوی رضویہ،651/9۔

عبارت سے ظاہر ہے کہ کس قدر جامع اور مختصر الفاظ میں امام موصوف نے حدیث کے حجت ہونے کے بارے میں بیان فرمایا۔ چونکہ حصرِ احادیث سے متعلق یہ موقف بہت سی ایسی احادیث کی حجیت پر بھی سوال پیدا کر سکتا تھا جو صحاح میں نہ ہونے کے باوجود صحیح کی شرائط پر پوری اترتیں اس لیے اس کی تردید نہایت ضروری تھی۔ درحقیقت حصرِ احادیث سے متعلق یہ بیانیہ شدید غلط فہمی کی بناء پر وقوع پذیر ہوا تھا۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر محدث موصوف اس کی نشاندہی کرتے ہیں:

"ان حضرات کا داب کلی ہے کہ جس امر پر اپنی قاصر نظر ناقص تلاش میں حدیث نہیں پاتے اس پر بے اصل و بے ثبوت ہونے کا حکم لگادیتے اور اس کے ساتھ ہی صرف اس بناء پر اسے ممنوع و ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ لاکھوں حدیثیں اپنے سینوں میں لے گئے کہ اصلاً تدوین میں بھی نہ آئیں۔ چنانچہ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں حفظ تھیں۔ امام مسلم کو تین لاکھ، پھر صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں ہیں، امام احمد کو دس لاکھ محفوظ تھیں جبکہ مسند میں فقط تیس ہزار درج ہیں۔ خود شیخین وغیرہما ائمہ سے منقول کہ ہم سب احادیث کا استیعاب نہیں چاہتے۔"(1)

مذکورہ بالا اقتباسات اس بات پر دال ہیں کہ کس طرح حدیثِ صحیح کی تعیین اور کتب ستہ میں احادیث کے حصر سے متعلق امام موصوف کیقدر گہری نظر ہے۔ اس کے علاوہ احادیث کی اقسام میں حدیث حسن اور حدیث ضعیف وغیرہ کے حجت ہونے کے بارے میں اسلاف سے منقول درجنوں دلائل بھی ذکر کیے ہیں جن سے طوالت کے اندیشہ کے بسبب صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں حدیث مرفوع، حدیث موقوف، حدیث مرسل، حدیث منقطع، حدیث معضل اور تدلیس و منکر احادیث کے متعلق سیر حاصل گفتگو اور ان پر لاتعداد دلائل فتاویٰ رضویہ میں جابجا دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (2)

حدیث کے متعلق فتاویٰ رضویہ کی جلد اوّل میں بسا اوقات اس قدر جامع مانع مباحث مع دلائل موجود ہیں کہ اس پر اصول حدیث کی کتاب ہونے کا گمان گزرتا ہے۔ نیز الفضل الموہبی میں آپ نے مجتہد ہونے کے لئے چار منازل کو طے کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ ان چار منازل میں احادیث سے متعلق مکمل ادراک، نقدِ رجال کے مراتب، ثقہ و ضبط اور ان کے بارے میں ائمہ شان کے اقوال، وجوہِ طعن و مراتبِ توثیق، حدیث تواتر یا سنن و مسانید اور متصل الاسانید ہونے کی اطلاع کے علاوہ حدیث کے شاذ و منکر، معروف یا محفوظ و مرفوع یا مشہور اور مراتب کا علم، صحت حدیث کا حکم

(1) ایضاً، 294/2۔

(2) ایضاً، 448/5۔

اور رسائی شامل ہیں۔اس کے علاوہ جمیع لغات عرب، فنون ادب، تنقیح مناط واستخراج جامع وعرفان مانع،اسباب ترجیح، مناہج توفیق، مدارج دلیل وغیرہ پر بصیرت ناقدرہ وبصر منیع رکھنا بھی ضروری ہے۔[1]

محدث بریلی کی حدیث اوراصول حدیث پر اس قدر گہری نظر اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ علوم حدیث میں یکتااور اپنے معاصر علماء پر فائق تھے۔آپ بلاشبہ ان تمام علوم کے نہ صرف ماہر بلکہ بعض میں درجہ امامت پر فائز تھے۔ ان میں علم الاستنباط بذریعہ متن احادیث، علم طرق اسناد، علم اختلاف الحدیث، علم الموضوعات، علم المصطلاحات الحدیثیہ، علم التسامحات، علم الجرح والتعدیل اور علم اسماء الرجال میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔آئندہ سطور میں مذکورہ علوم میں سے چند میں آپ کی مہارت کو بیان کیا جاتا ہے جس سے تحقیق طلب بیانیہ کو تقویت حاصل ہو گی۔

علم الاستنباط اور محدث بریلی:

آپ نے جس انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے مسائل کا استنباط کیا وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔اس کی واضح مثال آپ کی شہرہ آفاق تصنیف " فتاویٰ رضویہ " ہے جس میں سینکڑوں مسائل مع دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔اکثر مسائل احادیث صحیحہ سے مستنبط کئے گئے ہیں۔ چونکہ امام موصوف کی متن حدیث پر کامل گرفت اور ایک ایک موضوع پر درجنوں احادیث ازبر تھیں۔یہی وجہ ہے کہ احادیث کی روشنی میں کسی بات کو مدلل انداز میں پیش کرنے کا فن محدث بریلی کی تصانیف میں بکثرت ملتا ہے۔احادیث سے کسی مسئلہ کی تائید وتوثیق کے لئے کتب کے ابواب وفصول کو پیش نظر رکھنا اور بوقت ضرورت ان سے استفادہ کرنے میں محدث بریلی یکتا تھے۔مشاہیر علماء کی ایک بڑی تعداد نے آپ کے اس محدثانہ مقام کو تسلیم کیا ہے۔آپ کے بارے میں مولانا کچھوچھوی رقمطراز ہیں:

> "علم حدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر رہتیں اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے اس کی روایت ودرایت کی خامیاں ہر وقت ازبر۔"[2]

ذیل میں چند ایسی تصانیف ذکر کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث بریلی احادیث مبارکہ کا کس قدر زیرک علم رکھتے تھے۔بسااوقات ایک ایک مسئلہ پر سینکڑوں احادیث مبارکہ کو جمع فرمادیتے تو ایک مکمل رسالہ تیار ہو جاتا ۔درجنوں رسائل میں سے چند ایک کا ضمناً ذکر کرنا بیانیہ کی تائید کے لیے کافی ہوگا:

---

(1)ایضاً،10/75،71۔

(2)ایضاً،1/9۔

- الأمن والعلى: حضور ﷺ کو دافع البلاء والوباء کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں آپ سے سوال پوچھا گیا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ کتاب تصنیف فرمائی اور اس میں تین سو احادیث کا ذخیرہ جمع فرما دیا۔
- جزاء الله عدوه: مرزا قادیانی کے دعوی نبوت کے رد میں یہ تصنیف بلاشبہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں آپ نے ایک سو اکیس احادیث کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین اور مرزا کے دعوے کا رد فرمایا ہے۔
- تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین: یہ رسالہ بھی ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا کہ تمام انبیاء سے حضور ﷺ افضل کیسے ہیں؟ مذکورہ بالا تصنیف میں احادیث کریمہ کے بطور دلیل انبار لگا دیئے چنانچہ خلاصۃ البحث میں خود ارشاد فرماتے ہیں:

> "الحمد للہ کہ کلام اپنے منتہی کو پہنچا۔ دس آیتوں، سو حدیثوں کا وعدہ بہ نہایت آسانی بہت زیادہ ہو کر پورا ہوا۔ اس رسالہ میں قصداً استیعاب نہ ہونے پر خود یہی رسالہ گواہی دے گا کہ تیس سے زائد حدیثیں مفید مقصد ایسی ملیں گی جن کا شمار ان سو میں نہ کیا"[1]

مندرجہ بالا عبارت سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ سو اور اس کے علاوہ تیس زائد مفید احادیث کا بھی اس رسالے میں ذکر کیا گیا ہے۔ بلا قصد محض استفتاء کے جواب میں اس قدر ضخیم رسالہ کی تشکیل و ترتیب آپ کے فنِ حدیث میں مقام کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔

- شرح أحسن الوعاء لآداب الدعاة: اصل کتاب آپ کے والد ماجد علامہ نقی علی خان کی تصنیف ہے جس میں مصنف نے آداب دعا کی ہدایات جمع فرمائی ہے۔ محدث بریلی نے اس کتاب کی شرح لکھی اور اس میں ہر ادب کو متعدد احادیث مبارکہ سے نہ صرف ثابت کیا بلکہ ان کی سند بھی بیان فرمائی ہے۔ دعا کے قبول ہونے اور رد ہونے پر بھی سیر حاصل کلام کیا جسے انیس احادیث مبارکہ کی روشنی میں ذکر فرمایا ہے۔[2]
- شمائم العنبر في آداب النداء أمام المنبر: جیسا کہ نام سے ظاہر ہے جمعہ کی اذان ثانی سے متعلق ایک زبردست اور معرکۃ الآراء رسالہ ہے۔ اس میں پینتالیس احادیث مبارکہ ذکر کی گئی ہیں۔

---

(1) ایضاً، 262/30۔

(2) محمد عیسی رضوی قادری، (1990ء)، امام احمد رضا اور علم حدیث، رضوی کتاب گھر، دہلی۔ ص 26۔

آپ نے اس طرح کے درجنوں رسائل تصنیف فرمائے جن میں "حياة الموات فى بيان سماع الأموات"، "الهداية المباركة فى خلق الملائكة "اور"رد القحط والوباء"مشہور ہیں۔اس طرح کے درجنوں مباحث محدث بریلی کی تصنیفات میں پھیلے ہوئے ہیں جو آپ کے فن اصول حدیث میں امامت وقیادت پر دال ہیں۔

علم جرح وتعدیل واسماءالرجال اور محدث بریلی:

جب اسلام دور دراز کے علاقوں تک پھیل گیا تو لوگوں نے اسلام کے بنیادی اہم ماخذ "حدیث" کو نقصان پہنچانے کی خاطر جھوٹی احادیث گھڑنی شروع کر دیں جس کی وجہ سے ایک فتنہ کا آغاز ہوا۔ایسے پر آشوب دور میں علم جرح وتعدیل کی ضرورت پیش آئی تاکہ احادیث کے نہ صرف متن بلکہ رجال حدیث یعنی رواۃ کو بھی پرکھا جائے تاکہ روایت کے صحیح ہونے کا کامل یقین ہو۔ محدث ابن سیرین رقمطراز ہیں:

"لم يكونوا يسئلون عن الإسناد، فلما وقعت الفتنة قالوا :سمولنا رجالكم، فينظر إلى أهل السنة فيؤخذ حديثهم، وينظر إلى أهل البدع، فلا يؤخذ حديثهم[1] "

ترجمہ:لوگ سند کے بارے میں دریافت نہیں کرتے تھے۔مگر جب فتنہ برپا ہوا تو کہنے لگے کہ ہمیں اپنے رجال کے نام بتاؤ۔اگر رجال حدیث اہل سنت سے ہوتے تو ان کی حدیث قبول کی جاتی اور اگر اہل بدعت سے ہوتے تو ان کی حدیث نہیں لی جاتی تھی۔

اس علم میں 1 ہجری سے 770 ہجری تک کے تقریباً پانچ لاکھ روایان حدیث کا تذکرہ ہے جن کے حالاتِ زندگی، عمومی کیفیات،امانت ودیانت کی صورتحال اورثقاہت وفطانت پراحادیث کی قبولیت وعدمِ قبولیت کاانحصار ہے۔ محدثین کرام نے روایان حدیث کے حالات زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے طبقات طے کئے اور انہیں الگ الگ طبقات میں منقسم کرکے ہر طبقے کی علیحدہ شناخت مقرر فرمائی۔اس تناظر میں علم جرح وتعدیل اور اسماءالرجال جیسے فنون وجود میں آئے جن پر محدثین نے کتب تحریر کیں تاکہ ثقہ وغیر ثقہ میں امتیاز ممکن ہو۔ یہ ایک مشکل اور انتہائی دقیق فن ہے جس میں مہارت حاصل کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ محدث بریلی اس فن میں بھی مہارتِ کاملہ رکھتے تھے۔ حدیث کے متعدد طرق، ناسخ ومنسوخ، راجح ومرجوح، ثقہ راوی کو غیر ثقہ راوی سے ممتاز کرنا ہمیشہ سے آپ کو مستحضر رہتا تھا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کے سامنے کسی حدیث کی سند پڑھی جاتی اور راوی کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو

---

(1) محمد بن سیرین،(1989ء)،مقدمہ صحیح مسلم،ناشر مجلس برکات جامعہ اشرفیہ،مبارک پور۔11/1

آپ راوی کی جرح وتعدیل کے جو الفاظ ذکر کرتے بعینیہ وہی الفاظ تقریب اور تہذیب التہذیب جیسی جرح وتعدیل کی معتبر کتب میں مل جاتے۔ (1)

یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب کے محدث اور آپ کے ہم عصر وصی احمد سورتی امام موصوف کے بارے میں ذکر کرتے ہیں:

" اعلیٰ حضرت اس فن میں امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ میں سالہاسال صرف اس فن میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔"(2)

علم جرح وتعدیل اور علم اسماء الرجال کے متعلق مباحث آپ کی تحریرات میں بکثرت ملتی ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال 1332ھ کا ایک فتویٰ ہے جو آپ نے جمعہ کے دن اذان خطبہ مسجد سے باہر دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔ اس میں ایک حدیث مبارکہ سے استدلال کیا گیا جو حضرت سائب بن یزید سے روایت کی گئی۔ روایت میں واضح ہے کہ اذان وخطبہ عہد رسالت میں مسجد کے باہر دروازے پر دیا جاتا تھا۔ اس روایت میں ایک راوی محمد بن اسحاق نامی شامل ہیں جس پر رافضی ہونے کی تہمت کی بناپر محققین کی ایک بڑی تعداد نے اس کے عدمِ اعتبار کا قول اختیار کیا۔ امام موصوف نے اس کا رد بلیغ فرمایا اور اس پر ایک مکمل رسالہ "شمائم العنبر فی آداب النداء أمام المنبر" تحریر فرمایا۔ اس میں راوی" محمد بن اسحاق" کی تعدیل وتوثیق کو دلائل وبراہین کی روشنی میں ثابت کیا جس سے امام احمد رضا بریلی کی حدیث دانی اور راویان حدیث پر عمیق نظری واضح ہوتی ہے۔ مذکورہ رسالہ میں آپ نے مختلف ائمہ جرح وتعدیل اور اسماء الرجال کی تصدیقات ذکر کیں جس میں واضح ہے کہ محمد بن اسحاق ثقہ راوی ہیں اور ان کی روایت کو متعدد محدثین نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ آپ نے بحوالہ کتاب الثقات لابن حبان لکھا:

"محمد بن إسحاق ثقة صدوق إمام، قال شعبة وأبو زرعة والذهبي وابن حجر صدوق، وقال الإمام ابن المبارك إنا وجدناه صدوقا(3) "

ترجمہ: محمد بن اسحاق راوی قابل اعتماد ہیں۔ امام شعبہ، ابوزرعہ، امام ذہبی اور امام بن حجر نے فرمایا کہ یہ سچے ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ہم نے انہیں سچا پایا۔

---

(1) ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، (1999ء)، محدثین عظام حیات وخدمات، خطبہ صدارت ناگپور، انڈیا/النوریہ رضویہ پبلشنگ لاہور۔ ص676۔

(2) قاضی عبدالنبی کوکب، (1968ء)، مقالات یوم رضا، دائرۃ المصنفین، لاہور، پاکستان۔ ص43،44۔

(3) امام احمد رضا، (1999ء)، شمائم العنبر فی آداب النداء امام المنبر، النوریہ رضویہ پبلشنگ لاہور۔ ص48۔

صرف یہی ایک عبارت ہی ابن اسحاق پر مذکورہ تمام تہمت کو ختم کرنے اور اپنی بات کو مستحکم کرنے کے لئے کافی تھی مگر امام موصوف نے درجنوں کتب کے حوالے دے کر اپنی بات موثق کیا۔اسماء الرجال کے مختلف ائمہ جیسے علی بن المدینی، سفیان ابن عیینہ، امام ابن معین، امام ذہبی، ابن یونس، امام شعبہ اور امام زہری کی ابن اسحاق سے متعلق ثقہ ہونے کی عبارات کو ذکر کرتے چلے گئے جنہیں طوالت کے پیش نظر درج نہیں کیا جارہا۔چیدہ چیدہ ان تصریحات کے علاوہ چند رسائل ایسے ہیں جن میں علم جرح و تعدیل اور علم اسماء الرجال کی ابحاث کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ان میں سے بعض یہ ہیں:

منير العين في حكم تقبيل الإبهامين

الهاد الكاف في حكم الضعاف

الفضل الموهبي في معنى إذا صح الحديث فهو مذهبي

حاجز البحرين الوافي عن جمع الصلاتين

حاشية تقريب التهذيب

ان پانچ مطبوعہ کتب کے علاوہ اسی موضوع پر دس کے قریب غیر مطبوعہ کتب بھی ہیں جن میں شرح نخبۃ الفکر، حاشیہ فتح المغیث، حاشیہ تذکرۃ الحفاظ، حاشیہ میزان الاعتدال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

تخریج احادیث اور امام احمد رضا:

علوم الحدیث میں "تخریج احادیث" ایک مستقل فن ہے جس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں۔امام موصوف نے اس فن میں بھی اپنی علمی و فنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا ہے۔آج جدید ٹیکنالوجی کے دور میں تخریج حدیث کا فن اس قدر مشکل معلوم نہیں ہوتا مگر اس وقت جب کمپیوٹر اور انٹرنیٹ جیسی سہولت ناپید اور انسان کے پاس علم کا ذریعہ صرف کتب بنی تھا اس دور میں سینکڑوں احادیث کی تخریج کر کے مسائل کا استنباط کرنا اور بطور دلائل کے ذکر کرنا واقعتاً کمال ہے۔اس میدان میں بھی محدث بریلی نے اپنے معاصرین کو حیران کیا۔آپ کے دو رسائل اس فن میں بنیادی حیثیت کے حامل ہیں:

- الروض البهيج فى آداب التخريج
- النجوم الثاقب فى تخريج احاديث الكواكب

"الروض البھیج" پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا رحمن علی صاحب ممبر کونسل آف ریاست ریواں مدھیہ پردیش خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے:

"اگر پیش ازیں کتابے دریں فن نیافتہ شود پس مصنف راموجد تصنیف ھذامی تواں گفت"[1]

ترجمہ: اگر فن تخریج حدیث میں اور کوئی کتاب نہ ہو تو مصنف کو اس تصنیف کا موجد کہا جاسکتا ہے۔

حوادثات زمانہ کی وجہ سے یہ مایہ ناز کتاب بھی امام موصوف کی ان کتب میں سے ہے جو مفقود ہیں اور آج تک اس کا کوئی قلمی نسخہ دریافت نہ ہو سکا سوائے ان چند مندرجات کے جو بعض کتب میں ملتے ہیں۔امام موصوف کی نظر اس فن تخریج میں اس قدر عمیق اور وسیع ہے کہ کسی حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس کی تخریج کے لئے ایک کتاب پر اکتفانہ کرتے بلکہ پانچ دس اور بسا اوقات اس سے بھی زیادہ کتب کے حوالے دیتے چلے جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر ان کے سامنے کتب کھلی رکھی گئیں ہیں۔ چنانچہ حوالہ جات کے رموز اور اشارات سے بھی موصوف کو کماحقہ واقفیت تھی۔ تخریج حدیث کی اس شاخ میں ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "مدارج طبقات الحدیث" رکھا۔آپ اپنی تحاریر اور فتاوی میں نہ صرف احادیث کی تخریج بلکہ ان کے راویان کا بھی ذکر فرماتے۔ جیسا کہ اپنی تصنیف "الامن والعلی" میں ایک حدیث تحریر فرمائی:

"اللهم أعز الإسلام بأحب هذين الرجلين إليك بعمر بن الخطاب أو بأبي جهل بن هشا[2] "

ترجمہ: یا اللہ اسلام کو عزت دیجئے ان دونوں مردوں کے ذریعے سے جو آپ کو زیادہ پسند ہے۔ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام۔

آپ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد دس صحابہ کرام سے اس کی روایت نقل فرمائی اور 23 کتب حدیث سے اس کی تخریج فرمائی۔ جن میں ترمذی، نسائی، سنن احمد، طبرانی، بیہقی اور ابن عساکر جیسی مشہور کتب احادیث شامل ہیں۔اسی طرح فتاوی رضویہ میں ایک حدیث نقل فرمائی:

"قل هو الله أحد، تعدل ثلث القرآن"

ترجمہ: یعنی اس سورت مبارکہ کی تلاوت کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے۔

---

(1) رحمن علی، (1995ء)، تذکرۂ علمائے ہند، ناشر پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، لاہور، پاکستان۔ ص 17۔

(2) امام احمد رضا، (س۔ن)، الامن والعلی، مونال پبلیکشنز راولپنڈی، پاکستان۔ ص 120۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کے رواۃ اور مذکورہ حدیث کی تخریج میں امام احمد رضا نے کمال مہارت کا مظاہرہ کیا۔اس حدیث مبارکہ کو پندرہ صحابہ کرام سے روایت کیا اور 34 کتب حدیث سے اسکی تخریج فرمائی۔[1]

یہ چند مثالیں بین ثبوت ہیں کہ امام موصوف کو علوم حدیث میں بھی اسی طرح بلند مقام و مرتبہ حاصل ہے جس طرح علوم فقہ میں۔ یہی وجہ ہے کہ امام موصوف کی تصانیف میں جابجا معرفتِ حدیث، طرقِ حدیث اور عللِ حدیث پر بھی شاندار مباحث ملتی ہیں جن سے حدیث کے صحیح و ضعیف، حسن و موضوع، معلول و منکر وغیرہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ تفصیلات کے لیے مطولات کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

امام احمد رضا اور علم الحدیث:

علم اصولِ الحدیث اوراس کی شاخوں کی مانندامام موصوف کو علم حدیث میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔ یہاں علم حدیث سے مراد متن حدیث ہے۔ چنانچہ سینکڑوں احادیث کے متن سند سمیت حفظ تھے۔ علمِ حدیث میں محدث بریلی اپنے عہد کے یکتائے زمانہ تھے جس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے ہم عصر چالیس برس تک درس حدیث دینے والے محدث وصی احمد سورتی نے آپ کو" امیر المومنین فی الحدیث "کا لقب دیا۔[2] علم حدیث میں نابغہ روزگار ہونے کی وجہ سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے جلیل القدر علماء و محدثین نے امام احمد رضا کے سامنے زنوائے تلمذ طے کئے اور ان سے حدیث کی اسناد حاصل کیں جس کا تفصیلی بیان "الاجازة المتينة لعلماء بمكة والمدينة"اور "الاجازة الرضوية المجبل مكة البهية"میں موجود ہے۔ آپ کی حدیث دانی کا سب سے بڑا اعتراف "فتاویٰ رضویہ" جیسی عظیم الشان تصنیف ہے۔ فتاوی رضویہ فقہ حنفی کا انسائیکلو پیڈیا تو ہے ہی لیکن اس میں احادیث مبارکہ کا ایک بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے جن کی تعداد تقریباً چار ہزار سے زائد ہے۔اس سے امام موصوف کی علم حدیث پر مہارت تامہ اور بصیرت کاملہ کا پتہ چلتا ہے۔امام احمد رضا سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ آپ نے حدیث کی کون کون سی کتب کا درس دیا ہے تو آپ کا جواب تھا:

"مسند اعظم، موطاامام محمد، کتاب الاثار، کتاب الخراج، کتاب الحج، شرح معانی الاثار، موطاامام مالک، مسند امام شافعی ،مسند امام احمد، سنن دارمی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، خصائص نسائی، منتہی الجارود، علل متناہیہ،

---

(1) امام احمد رضا، فتاویٰ رضویہ، 326/3۔

(2) ماہنامہ المیزان، امام احمد رضا نمبر، اپریل، مئی، جون، بمبئی، انڈیا۔1976ء، ص 247۔

مشکوۃ، جامع کبیر، جامع صغیر، بلوغ المرام، عمل الیوم واللیل، الترغیب والترہیب، خصائص کبری، الفرج بعد الشدۃ، کتاب الاسماء والصفات وغیرہ پچاس سے زائد کتب حدیث میرے درس وتدریس اور مطالعہ میں رہیں۔"(1)

معلوم ہوا کہ امام موصوف کا علم حدیث پر مطالعہ انتہائی وسیع تھا۔ آپ کے بعض شاگردوں نے حدیث میں نہایت کمال حاصل کیا جس میں نمایاں نام "سید ظفیر الدین بہاری" کا ہے۔ انہوں نے فقہ حنفی کے مسائل پر ایک کتاب تحریر کی۔ اس کی ایک جلد میں تقریباً دس ہزار سے زائد احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ:

"یہ میرے استاد و شیخ (محدث بریلی) کے علوم کے سمندروں سے ایک بڑے سمندر کی چھوٹی سی نہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکتیں دنیا اور آخرت میں عطا فرمائے۔"(2)

علمِ حدیث میں ایک شاگرد کی یہ حیثیت استاد کے مقام و مرتبہ کو سمجھانے کے لیے کافی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پیش آمدہ مسائل کو ذکر کرتے وقت بطور دلیل احادیثِ کریمہ کا استحضار بھی یقیناً اہل علم کے ہاں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس موقع پر جس حدیث کی ضرورت پیش آتی تو آپ برجستہ اس کا تقریراً یا تحریراً ذکر کر دیتے۔ ایک سوال کے جواب میں امام موصوف نے سجدہ تعظیمی کی حرمت ثابت کرنے کیلئے "الزبدة الزكية لتحريم سجود التحية" کے نام سے ایک وقیع کتاب تحریر کی جس میں آپ کے علم حدیث کے جوہر کے علماء و محققین معترف ہیں۔ آپ نے متعدد آیات، ڈیڑھ سو نصوص فقہیہ کے علاوہ سجدہ تعظیمی کی حرمت میں چالیس احادیث بھی پیش کی ہیں۔ لکھتے ہیں:

"حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آتی ہے۔ ائمہ و علماء نے رنگ رنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں ہم بتوفیقہ تعالیٰ یہاں غیر خدا کو سجدہ (تحیت) حرام ہونے کی چہل حدیثیں لکھتے ہیں" (3)

محدث بریلی کے اس فن میں مہارت تامہ کا کامل مشاہدہ "جامع الاحادیث" میں کیا جاسکتا ہے جس کا مکمل نام "المختارات الرضويه من الاحاديث النبويه" ہے۔ اسے مولانا حنیف خان رضوی نے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے ترتیب دیا ہے۔ یہ ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے جس میں امام موصوف کی تقریباً تین سو سے زائد تصنیفات سے ماخوذ چار ہزار پانچ سو (4500) احادیث وآثار مع افادات کو جمع کیا گیا ہے۔ تقریباً پانچ سو سے زائد راویان حدیث کی فہرست مع سوانح بھی ذکر کی گئی ہے۔ یہ دس جلدوں پر مشتمل تقریباً 6000 صفحات کا شاندار علمی ذخیرہ ہے

(1) اظہار الحق الجلی، سالنامہ احمد رضا، ناشر رضوی کتب خانہ، 9/1۔

(2) ماہنامہ فیضان مدینہ، صفر المظفر 1439ھ بمطابق نومبر 2017ء، ص 39۔

(3) حنیف خان رضوی، (1999ء)، جامع الاحادیث، مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات۔ 397/1۔

جسے 2001 میں مرکز اہل سنت برکات رضا امام احمد رضا گجرات نے شائع کیا۔اس کتاب کی بابت جلال الدین احمد الامجدی رقمطراز ہیں:

"حضرت مولانا(حنیف خان رضوی)نے اس اہم اور جاں گداز کام کے لئے تقریباً دولاکھ روپے کی کتب احادیث جمع کیں۔علاوہ ازیں رامپور جاکر رضالائبریری، صولت لائبریری وغیرہ کے حوالے نقل کیے اور ایک ہفتہ پٹنہ میں رہ کر خدابخش لائبریری سے استفادہ کیا اور ہر حدیث کی محولہ کتاب کا جلد وصفحہ درج کیا۔جو حدیثیں جتنی کتابوں سے مل سکیں ان سب کا نام جلد و صفحہ کے حوالوں کے ساتھ تحریر کیا یہاں تک کہ بعض احادیث پر 30،35 کتابوں کا حوالہ بھی نظر سے گذرا۔کتاب کی اہم خصوصیات میں یہ بھی ہے افادات امام احمد کی روشنی میں حدیث فہمی میں کافی مدد ملتی ہے۔ان احادیث کی مطابقت آسان ہوجائے گی جن کو معاندین متعارض قرار دے کر صرف اپنے مطلب کی احادیث سے نفس پرستی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔"(1)

جامع الاحادیث کی چند امتیازی خصوصیات میں احادیث کے ابواب فقہی انداز میں مرتب کرنا،احادیث کے ماخذ بیان کرنے کا اہتمام کرنا، بعض احادیث کے دس بیس کی تعداد میں حوالہ جات ذکر کرنا، جن احادیث کا ترجمہ امام احمد رضا بریلی قدس سرہ نے کیا ہے تلاش وبسیار کے بعد وہی ترجمہ لکھنا،احادیث کو ذکر کرنے کے بعد ان کا خلاصہ بعینہ وہی لکھنا جو امام موصوف نے خود تحریر کیا، جس حدیث پر امام موصوف نے تفصیلی گفتگو کی ہے اس کا خلاصہ لکھ دینا، حدیث کے حسن یا صحیح اور ضعیف ہونے کی وضاحت کرنا،احادیث کے راویوں کے مختصر حالات تحریر کرنا اوراحادیث کے عربی متن کی حروف تہجی کے اعتبار سے فہرست بھی آخر میں پیش کرنا شامل ہیں۔اس لحاظ سے یہ کتاب امام موصوف کی احادیث کی روایت ودرایت کا بین ثبوت ہے۔اس کے علاوہ محدث بریلی نے ائمہ متقدمین کی جن کتب پر حواشی تحریر فرمائےان میں صحاح ستہ، خلاصہ تہذیب الکمال، تقریب التہذیب، شرح نخبۃ الفکر، شرح معانی الآثار، مسند امام اعظم، مسند احمد بن حنبل اور رد المحتار جیسی اعلی پائے کی کتب شامل ہیں۔ان میں سے بعض حواشی تلاش وبسیار کے باوجود مفقود ہیں اور چند مخطوطات کی شکل میں ابھی تک محفوظ ہیں۔کچھ حواشی ایسے ہیں جنہیں مستقل تصنیف کی حیثیت دی گئی ہے۔ان میں "جدالممتار" نمایاں ہے۔

(1)ایضاً،1/36۔

حاصلِ بحث:

امام موصوف علومِ عقلیہ کی مانند علومِ نقلیہ میں بھی اپنی مثال آپ اور نابغہ روزگار ہستی تھے۔ علمِ حدیث کا کوئی گوشہ ،کوئی شعبہ یا کوئی شاخ آپ کی دسترس سے باہر نہ تھی۔اصولِ حدیث ہو یا علمِ حدیث ،طبقات حدیث کا بیان ہو یا راویانِ حدیث کا، علل الحدیث کا فن ہو یا غریب الحدیث حتی کہ اسماءالرجال تک تمام علوم پر آپ کی گہری نظر اور پیچیدہ مباحث کا حل آپ کی تحاریر میں نظر آتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ مختلف معاصرین کی جانب سے آپ کو اس فن کے امام اور اپنے دور کے امیر المومنین فی الحدیث کا خطاب دیا گیا۔امام احمد رضا کی متعدد کتب کی تصریحات، باقاعدہ تصنیفات اور معاصرین کی جانب سے حدیثی علوم میں ممتاز اور فریدِ زمانہ ہونے کی گواہی تحقیق طلب بیانیہ کے اثبات کے لیے کافی ہے۔ان تمام امور سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ دیگر علوم کی مانند حدیث اور اس سے متعلق علوم میں بھی امام موصوف کی جلالتِ شان اور کمال مہارت کو کھلے دل سے تسلیم کیا جائے اور ان کے گرانقدر علمی سرمایہ سے استفادہ کیا جائے۔

تجاویز و سفارشات:

1. محدث بریلی کا سرمایہ حدیث انتہائی قابل قدر اور قیمتی ہے۔ضروری ہے کہ ان کی مکمل حفاظت کا اعلی سطح پر بندوبست کیا جائے تاکہ نسلِ نو امام موصوف کے مقام کے ادراک اور علمی ورثہ سے مستفید ہوسکے۔
2. محدث بریلی کی علم الحدیث اور علم اصول حدیث پر موجود مخطوطات اور غیر مطبوعہ تصنیفات کو جدید انداز میں ڈھالنے کا اہتمام ازحد ضروری ہے۔مفقود کتب فی الفور تلاش کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ محققین اس تک رسائی حاصل کرسکیں۔
3. ملک گیر سطح پر محدث بریلی کی کتب ورسائلِ احادیث کا جامعات کی لائبریریوں میں حصول ممکن بنایا جانا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ان کی ڈیجیٹلائزیشن بھی نہایت مفید رہے گی۔
4. ایک متوسط طبقے کے قاری اور طالبعلم کے لئے زبان دانی میں عدمِ مہارت اور عربی سے ناواقفیت کی بناء پر امام موصوف کی اکثر کتب سے کماحقہ استفادہ ممکن نہیں۔لہذا زبان کو عام فہم کرنے اور عربی کتب کا اردو ترجمہ کرنے کا لازمی اہتمام کیا جانا چاہیے۔
5. بلاشبہ محدث بریلی کی محدثانہ بصیرت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔جو مخالفین اپنے جہل کی بناء پر محدث بریلی کو حدیث سے ناواقف گردانتے ہیں ان کا مدلل اور اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے رد کرنا نہایت ضروری ہے۔

مصادر و مراجع

1) عبدالحہ لکھنوی،(1990ء)،نزهة الخواطر،مکتبہ الحنفیہ،گجرات۔

2) محمد بن علی الشوکانی،(2000ء)،ارشاد الفحول،دارالفضیلۃ،بیروت۔

3) امام احمد رضا،(1998ء)،الهاد الكاف فی حكم الضعاف،مرکز أهل السنۃ برکات رضا،گجرات،الھند۔

4) امام احمد رضا،(1999ء)،فتاوی رضویہ،مرکز أهل السنۃ برکات رضاپور،گجرات۔

5) جلال الدین السیوطی،(1996ء)،تدريب الراوی فی شرح تقريب النووی،دارطیبہ،ریاض۔

6) حافظ ابن حجر العسقلانی،(2009ء)،القول المسدد فی عن مسند أحمد،مکتبہ ابن تیمیہ،قاہرہ،مصر۔

7) ابن الصلاح،نجم الدین احمد بن محمد،(1992ء)،مقدمه ابن الصلاح،دارزاہد القدسی،القاہرۃ،مصر۔

8) مسلم بن حجاج،(1992ء)،صحیح مسلم،داراحیاء التراث العربی،بیروت،لبنان۔

9) محمد عیسی رضوی قادری،(1990ء)،امام احمد رضا اور علم حدیث،رضوی کتاب گھر،دہلی۔

10) محمد بن سیرین،(1989ء)،مقدمه صحیح مسلم،ناشر مجلس برکات جامعہ اشرفیہ،مبارک پور۔

11) ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی،(1999ء)،محدثین عظام حیات وخدمات،خطبہ صدارت ناگپور،انڈیا/النوریہ رضویہ پبلشنگ لاہور۔

12) قاضی عبدالنبی کوکب،(1968ء)،مقالات یوم رضا،دائرۃ المصنفین،لاہور،پاکستان۔

13) امام احمد رضا،(1999ء)،شمائم العنبر فی آداب النداء امام المنبر،النوریہ رضویہ پبلشنگ لاہور۔

14) رحمن علی،(1995ء)،تذکرۂ علمائے ہند،ناشر پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی،لاہور،پاکستان۔

15) امام احمد رضا،(س۔ن)،الامن والعلی،مونال پبلیکشنز راولپنڈی،پاکستان۔

16) ماہنامہ المیزان،امام احمد رضا نمبر،اپریل،مئی،جون،بمبئی،انڈیا۔

17) اظہار الحق الحبلی،سالنامہ احمد رضا،ناشر رضوی کتب خانہ،

18) ماہنامہ فیضان مدینہ،صفر المظفر1439ھ بمطابق نومبر2017ء،

19) حنیف خان رضوی،(1999ء)،جامع الاحادیث،مرکز اہل سنت برکات رضا،گجرات۔